باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیر اسلام

خلافتِ راشدہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- خلافتِ راشدہ کا بطور فلاحی ریاست تعارف جان سکیں۔
- خلافتِ راشدہ کی نمایاں خصوصیات اور امتیازی پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- خلفائے راشدین کے دور میں رفاہِ عامہ، امانت، عدل و انصاف، جہاد، اقلیتوں سے حسنِ سلوک اور احتساب جیسی صفات کا جائزہ لے سکیں۔
- خلفائے راشدین کے ادوار کی علمی ترقی اور انتظامی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- خلافتِ راشدہ کے حسنِ انتظام اور عدلِ اجتماعی کے بارے میں جان کر اپنے اجتماعی معاملات میں نظم و ضبط کے عادی ہو سکیں۔
- خلافتِ راشدہ کی علمی خدمات سے راہ نمائی حاصل کر کے علم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- خلفائے راشدین کی صفات و خصوصیات کو جان کر ان کی پیروی کرنے والے بن سکیں۔

خلافتِ راشدہ کا مفہوم

خلافت کے لغوی معنی جانشینی کے ہیں اور راشدہ کا معنی ہے ہدایت یافتہ۔ خلافتِ راشدہ سے مراد ایسا نظامِ حکومت ہے جو نبی کریم ﷺ کی پیروی پر مبنی ہو۔ خلافتِ راشدہ کو خلافت علی منہاج النبوۃ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی براہِ راست تعلیم و تربیت اور عملی راہ نمائی سے ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی مسلم معاشرہ وجود میں آیا اور ہجرت کے بعد ریاستِ مدینہ قائم ہوئی جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور: 55)

اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے کہ وہ ضرور بالضرور انھیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح اُس نے اُن لوگوں کو خلافت عطا فرمائی جو اِن سے پہلے تھے اور اُن کے لیے اُن کے اُس دین کو ضرور غالب کرے گا جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا اور اُن کے خوف (کی کیفیت) کو ضرور امن سے بدل دے گا (بس) وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد (بھی) ناشکری کریں تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

خلافتِ راشدہ کے ادوار

نبی کریم ﷺ کے وصال بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، خلافتِ راشدہ کہلاتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ مبارک عبد اللہ، کنیت ابو بکر اور لقب صدیق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو تیم سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بہترین اخلاق، رحم دلی اور نرم طبیعت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بہت سے فتنوں کا قلع قمع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت دو سال تین ماہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو سال حکومت کے بعد 12 ہجری میں وفات پائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

آپ کا اسمِ گرامی عمر، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو عدی سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ راشد ہیں۔ سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ہی کو امیر المومنین خطاب دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں بہت فتوحات ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عراق، فارس، شام اور مصر فتح ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ساڑھے دس سال تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یکم محرم الحرام 24 ھجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں شہادت پائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

آپ کا اسمِ مبارک عثمان، کنیت عبد اللہ اور لقب ذوالنّورین ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ خدا ترسی، نیک فطرت اور سخاوت میں مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی ذمہ داریاں انجام دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران اور شمالی افریقہ کا بہت سا علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت 18 ذوالحجہ 35 ھجری میں ہوئی۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی علی بن ابی طالب، کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زیر نگرانی آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی حیثیت اور شجاعت کے کارنامے بہت مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ رضی اللہ کے فضائل بکثرت احادیث میں مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ساڑھے چار سال خلافت کی اور چالیس ہجری میں شہادت پائی۔

خلافتِ راشدہ کی خصوصیات اور امتیازی پہلو:

خلافتِ راشدہ کا اولین فریضہ یہ تھا کہ وہ نماز اور زکوٰۃ قائم کرے، بھلائیوں کو فروغ دے اور برائیوں کو مٹائے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کی حکومت ان ہی اصولوں پر قائم ہوئی تھی۔ خلافتِ راشدہ کا اصول یہ تھا کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور خلیفہ کا فرض احکامِ شریعت کو نافذ کرنا ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ خلیفہ کی اطاعت مسلمانوں پر لازم ہے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے خلافتِ راشدہ کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقے کی پیروی لازم ہے اس کو مضبوطی سے تھام کر رکھنا"۔ (سنن ابو داؤد: 3991)۔ اسلام میں سیاسی تنظیم ایک دینی بنیاد رکھتی ہے۔ اسلامی نظامِ خلافت کی امتیازی خصوصیات اور امتیازی پہلو درج ذیل ہیں:

شورائی نظام

خلافتِ راشدہ کا نظام مشاورت پر مبنی تھا۔ مشورہ صرف اہل افراد سے لیا جاتا تھا۔ جن افراد سے مشورہ لیا جاتا تھا اُنھیں اہل شوریٰ کہا جاتا ہے۔ خلفائے راشدین اجتماعی معاملات میں قوم کے اہل الرائے افراد سے مشورہ کیے بغیر فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ خلفائے راشدین کا قاعدہ یہ تھا کہ جب ان کے پاس کوئی معاملہ آتا تو پہلے یہ دیکھتے تھے کہ اس معاملے میں کتاب اللہ میں کیا حکم ہے۔ اگر وہاں کوئی حکم نہ ملتا تو یہ دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں اس بارے میں کیا رہنمائی ہے۔ اگر سنتِ رسول اللہ ﷺ میں بھی کوئی حکم نہ ملتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کرتے تھے، پھر جو رائے بھی سب کے مشورے سے طے پاتی تھی اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ مشورے کے معاملے میں خلفائے راشدین کا تصور یہ تھا کہ اہل شوریٰ کو پوری آزادی کے ساتھ اظہارِ رائے کا حق ہے۔

عدلِ اجتماعی کا قیام

خلافتِ راشدہ کا ایک بنیادی اُصول عدل و انصاف کی حکومت تھی۔ کسی کا رتبہ اور حسب و نسب اسے سزا سے نہیں بچا سکتا تھا۔ قرآن و سنت کے دیے ہوئے احکام سب کے لئے یکساں تھے اور وہ سب پر یکساں نافذ ہوتے تھے۔ کسی کے لئے بھی اس میں امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ قاضی فیصلہ دینے میں آزاد تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی معاملے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بطورِ تکریم اپنی جگہ بٹھانا چاہا، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ زید تم قاضی ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے جب تک عمر اور ایک عام مسلمان تمہارے نزدیک برابر نہ ہو۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو کوفہ کے بازار میں اپنی گم شدہ زرہ بیچتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کے پاس مقدمہ کیا۔ ثبوت ناکافی ہونے کی وجہ سے قاضی نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اس فیصلہ کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

احتساب اور جواب دہی

خلفائے راشدین اپنی ذات کو بھی قانون سے بالاتر نہیں رکھتے تھے بل کہ قانون کی نگاہ میں اپنے آپ کو اور ایک عام شہری کو مساوی قرار دیتے تھے۔ خلفائے راشدین نے اپنے طرزِ عمل سے ہمیشہ اسے ثابت کیا۔ بیت المال کا انتظام خلافتِ راشدہ میں ایک انتہائی حساس معاملہ تھا جس میں ایک ایک درہم کا حساب رکھا جاتا تھا۔ ایک موقع پر بھرے مجمع میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محاسبہ کیا کہ سب کے حصے میں

ایک ایک چادر آئی ہے، آپ نے دو چادریں کیسے لے لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پیش کی کہ دوسری چادر انھوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دی ہے۔

انسانی مساوات

خلافتِ راشدہ میں تمام مسلمان رنگ، نسل، زبان اور وطن کے لحاظ کے بغیر بالکل برابر تھے۔ خلیفہ تک کو عدالت میں پیش ہونا پڑتا تھا۔ خلفائے راشدین نے تمام بے جا امتیازات مٹا دیے تھے۔ اس کا عملی نمونہ ان کی اپنی ذات تھی۔ امیر المومنین اور رعایا کے حقوق میں کوئی فرق نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گورنروں کو ہمیشہ تاکیدی احکام بھیجتے رہتے تھے کہ وہ اپنے اور رعایا کے درمیان کوئی امتیاز نہ کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کا خیال رکھتے تھے۔ غلاموں اور ان کے آقاؤں کے درمیان کسی قسم کا فرق و امتیاز روا نہ رکھتے تھے۔ رعایا کے ساتھ گورنروں کے برتاؤ کی تحقیقات کرتے۔ اس مساوات نے مسلمانوں میں حریت کی وہ روح پھونک دی تھی کہ وہ خلیفہ کو برِ سرِ عام ٹوک دیتے تھے۔

فلاحی ریاست

خلافتِ راشدہ ایک فلاحی ریاست تھی جس میں رعایا کی بنیادی ضروریات کو ریاست کی ذمہ داری سمجھا جاتا تھا۔ دورِ خلافت میں بہت سے رفاہِ عامہ کے کام ہوئے، عہدِ فاروقی میں بڑے بڑے شہروں میں مسافروں کی سہولت کے لیے مسافر خانے بنوائے گئے۔ غرباء اور مساکین، بوڑھوں اور معذوروں کے لیے بیت المال سے وظیفے مقرر تھے۔ یتیموں کی پرورش کا انتظام تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رفاہِ عام کے لیے شیریں پانی کے کنویں کھدوائے، سیلاب سے بچانے کے لیے نہر کھدوائی اور بند بندھوائے۔ ان کے پیشِ نظر نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان تھا: "قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے" -(الجہاد لابن المبارک: 205)۔

حسنِ انتظام

خلافتِ راشدہ میں ہر شعبے میں زبردست نظم و ضبط موجود تھا۔ مسلمانوں سے زکوٰۃ و عشر اور غیر مسلموں سے جزیہ و خراج لیا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راتوں کو دورہ کیا کرتے، مسافروں سے حالات پوچھتے، بیرونی اضلاع سے جو سرکاری قاصد آتے ان سے ان کے علاقے کے حالات کے بارے میں پرسش کرتے اور انتظامات کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں زمین کی پیمائش کرا کے اس کا بندوبست کیا گیا۔ زراعت کی سیرابی کے لیے نہریں جاری کی گئیں۔ مساجد، فوجی چھاؤنیاں، دفاتر اور مہمان خانے وغیرہ مختلف نوعیت کی عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ راستوں کی کشادگی، سڑکیں اور پل بنانے کا خاص اہتمام کیا گیا۔ خلافتِ راشدہ میں نئے شہر تعمیر کیے گئے، بازار قائم کیے گئے اور راستوں میں ہر منزل پر چوکیاں، سرائیں اور کنویں تیار کیے گئے۔

علم کی ترقی و اشاعت

خلافتِ راشدہ میں علم کی اشاعت کا بہت کام ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کی تدوین ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حفاظِ قرآن کے سینوں اور مختلف لکھے ہوئے اجزاء سے قرآن مجید کی سورتوں کو جمع کر کے مدوّن کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں تمام مفتوحہ علاقوں میں قرآن مجید کی تعلیم کے مکاتب قائم کیے اور ان کے لیے معلم مقرر کیے۔ ان مکاتب میں کتابت کی تعلیم بھی ہوتی تھی۔ حفاظِ قرآن کو مختلف مقامات پر تدریسِ قرآن کے لیے بھیجا۔ اسی طرح کوفہ، بصرہ اور شام میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنت اور فقہ کی تعلیم کے لیے بھیجا۔ صوبوں کے حکام انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ معلّم بھی ہوتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مصحف

کی اشاعت ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عہدِ صدّیقی میں مدوّن کردہ مصحف کی نقول تیار کرواکر تمام علاقوں میں بھجوائیں۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے خود احادیث نبوی کا ایک مجموعہ مرتب کیا جس کا نام صحیفہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے علمِ قانون کے لیے نظائر کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علمِ عقائد، فقہ، قضا اور علمِ نحو کے اصول و ضوابط بیان کیے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے علم کے مختلف شعبوں کی تدوین کی بنیاد پڑی۔

جہاد فی سبیل اللہ

اشاعتِ اسلام کی راہ سے رکاوٹوں کو ہٹانا اور دین و وطن کے تحفّظ کے لیے جہاد فی سبیل اللہ انجام دینا بھی خلافت کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ چناں چہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے خلافتِ راشدہ میں ہمیشہ جہاد جاری رہا، جس کے نتیجے میں ایران و روم فتح ہوئے اور چین کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ تک اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اسلامی لشکر ضابطۂ اخلاق کے پابند تھے، درختوں اور کھیتیوں کو کاٹنے، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر تلوار اٹھانے کی ممانعت تھی۔ مسلمانوں نے جس ملک میں قدم رکھا اپنے عدل وانصاف اور حسنِ اخلاق سے اس کے باشندوں کو ایسا گرویدہ بنالیا کہ وہ ان کے معاون و مددگار بن گئے، انھوں نے قوموں کے دل و دماغ کو مسخر کرلیا اور بہت سی مفتوح قوموں نے ان کے مذہب کو بھی قبول کرلیا۔ اسلام نے ان میں ایسا جوش، عزم، استقلال، ہمت، حوصلہ مندی، دلیری، اخلاق، حمیت، دیانت اور راست بازی پیدا کردی تھی کہ دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ اس کے ساتھ انھوں نے بین المذاہب بنیادوں پر ایسا عادلانہ نظام قائم کیا جو تمام سعادتوں اور ترقیوں کا ضامن تھا۔ اس عادلانہ نظام کی موجودہ دور میں بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

اقلیتوں سے حسنِ سلوک

خلافتِ راشدہ میں اسلامی شریعت کے مطابق اقلیتوں کو جان، مال اور مذہب کا تحفظ حاصل تھا۔ خلفاء اپنے گورنروں کو خاص طور پر اس بات کی تاکید کرتے کہ اقلیتوں کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور ان سے جو معاہدے کیے گئے ہیں وہ پورے کیے جائیں۔ اپاہج اور نادار لوگوں کی کفالت کا ذمہ دار بیت المال تھا۔ اگر کسی کی املاک کو کوئی نقصان پہنچتا تو اس کا معاوضہ دلایا جاتا تھا۔ ان کے حقوق کا خاص خیال رکھا جاتا اور اس بات کا پورا اہتمام کیا جاتا کہ خراج میں کوئی رقم جبر اور ظلم سے وصول نہ کی جائے اور جب خراج آتا تو معتبر اشخاص کی گواہی سے اس بات کا پورا اطمینان کیا جاتا کہ مال کی وصولی میں ظلم و زیادتی تو نہیں کی گئی۔

امانت داری

خلافتِ راشدہ کا اصول یہ تھا کہ حکومت، اس کے اختیارات اور اموال خدا کی امانت ہیں اور جن لوگوں کے سپرد یہ امانت ہو وہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس کے لیے جواب دہ ہیں۔ اس امانت میں کسی شخص کو من مانے طریقے سے یا نفسانی اغراض کے لیے تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ چناں چہ خلفاءِ راشدین بیت المال کو خدا کی امانت سمجھتے تھے۔ اس میں اسلامی قانون کی خلاف ورزی کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ عہدے اور اختیارات خدا ترس، ایمان دار اور عادل لوگوں کے سپرد کیے جاتے تھے۔ اپنی ذاتی اغراض کے لیے بیت المال کا استعمال ان کے نزدیک حرام تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ یا بھیڑ کا بچہ بھی اگر ہلاک ہو جائے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے بازپرس کرے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 34486)

غرض یہ کہ اسلامی خلافت میں خلیفہ ایک نگران ہے جو زندگی کے جملہ شعبوں میں شرعی ضابطے نافذ کرنے کا پابند ہے۔ خلافتِ راشدہ کا یہ دور روشنی کا ایک مینار تھا۔ بعد کے تمام ادوار میں مسلمان ہمیشہ اسی کو مذہبی، سیاسی، اخلاقی اور اجتماعی نظام کے معاملے میں معیار سمجھتے رہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خلافتِ راشدہ کے طرزِ عمل کی پیروی کرتے ہوئے اعلاءِ کلمۃ اللہ اور ایک ایسے صالح نظام کے لیے جدوجہد کریں جس کی بنیاد ایمان، تقویٰ، مشاورت اور رفاہِ عامہ پر ہو۔ اجتماعی معاملات میں نظم و ضبط، عدل و انصاف، امانت داری، مساوات اور احتساب پر عمل پیرا ہوں تاکہ دین کا نظام اس طرح قائم ہو کہ اس کے اندر کسی قسم کی آمیزش نہ ہو۔ دینی، روحانی، مادی، طبیعی اور عمرانی علوم کے تمام شعبوں پر دسترس حاصل کر کے غلبۂ اسلام کے لیے جدوجہد کریں تاکہ دین کی جو امانت امتِ مسلمہ کے حوالے کی گئی ہے اسے انسانیت تک پہنچایا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے امتِ مسلمہ کو اقوامِ عالم کی قیادت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے اسوہ کی پیروی کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقدمہ کس کی عدالت میں پیش کیا؟

الف۔ قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ
ب۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ
ج۔ قاضی ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ
د۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ــــــــ کو قرآن مجید کی تدوین کا حکم دیا۔

الف۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
ب۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ
ج۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
د۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

۳۔ خلافت کی پیشگوئی مذکور ہے۔

الف۔ سورۃ النّور میں
ب۔ سورۃ الانبیاء میں
ج۔ سورۃ الکھف میں
د۔ سورۃ الشعرآء میں

۴۔ حدیث کے مطابق قوم کا سردار قوم کے لیے ہوتا ہے؟

الف۔ بھائی
ب۔ دوست
ج۔ خادم
د۔ سرپرست

۵۔ علمِ نحو کے بنیادی اصول کس نے بیان فرمائے؟

الف۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
ب۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ج۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
د۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ خلافتِ راشدہ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ خلافت کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

۳۔ خلفائے راشدین کے بارے میں ایک فرمانِ نبوی لکھیے۔

۴۔ خلافتِ راشدہ میں عدل وانصاف کا ایک واقعہ ذکر کریں۔

۵۔ خلافتِ راشدہ میں خلیفہ کے احتساب کا ایک واقعہ ذکر کریں۔

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ خلافتِ راشدہ کے حسنِ انتظام اور عدلِ اجتماعی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں رفاہِ عامہ کے بارے میں بیان کریں۔

۳۔ خلفائے راشدین کے ادوار کی علمی ترقی اور انتظامی خدمات کا جائزہ لیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- خلافتِ راشدہ کا موجودہ دور سے موازنہ کریں اور باہمی فرق کی وجوہات کی نشاندہی کریں۔
- خلافتِ راشدہ کے حسنِ انتظام اور عدلِ اجتماعی کا اپنے معاشرے سے موازنہ کریں اور نظامِ حکومت کی بہتری کی تجاویز پیش کریں۔
- خلافتِ راشدہ کی علمی خدمات اور علم کے فروغ کے لیے جدوجہد کے موضوع پر مزید مطالعہ کر کے مواد کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- خلافتِ راشدہ میں علمی خدمات اور علم کے فروغ کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔
- خلافتِ راشدہ کا موجودہ دور سے موازنہ کر کے باہمی فرق کی نشاندہی کریں۔

ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا تعارف جان سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے علم و تقویٰ کو سمجھ سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی صفات و اخلاق کا جائزہ لے سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی دینی و سماجی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی علمی خدمات سے رہ نمائی حاصل کر کے علم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی اصلاحی کوششوں سے سبق حاصل کر کے اصلاحِ معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے والے بن سکیں۔
- ائمہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی صفات و اخلاق جان کر ان کی پیروی کرنے والے بن سکیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ عنہم کا اسمِ گرامی علی، کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۳ رجب المرجب جمعۃ المبارک کے دن ہوئی، بچپن میں حضور اکرم ﷺ کی کفالت میں آگئے اور آخر تک دربارِ نبوت کی صحبت میں رہے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اعلانِ نبوت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دست و بازو بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سوائے غزوہ تبوک کے ہر جنگ میں شرکت کی اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ بالعموم اہم اور مشکل ترین امور کی انجام دہی کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مامور فرماتے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ ہی میں رہنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نمایاں علمی مقام کے حامل تھے، حتّٰی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی علمی مسائل میں آپ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے دامن میں تربیت پائی تھی اس لیے حسنِ اخلاق کا نمونہ تھے۔ جب خلیفہ بنے تو کتاب و سنت کے مطابق حکومت کی اور عدل و انصاف قائم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ابتدا ہی سے امین تھے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو قریش کی امانتوں کی واپسی کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی، اپنے عہدِ خلافت میں مسلمانوں کی امانت (بیت المال) کے بارے میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔ مالِ غنیمت تقسیم فرماتے تو برابر حصے لگا کر احتیاط کے پیشِ نظر قرعہ ڈالتے تاکہ اگر کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو تو آپ رضی اللہ عنہ اس سے بری ہو جائیں، ایک دفعہ اصفہان سے مال آیا، اس میں ایک روٹی بھی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام مال کے ساتھ اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کیے اور قرعہ ڈال کر تقسیم فرمایا۔ ایک دفعہ بیت المال کا تمام اندوختہ تقسیم کر کے اسے صاف کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی تاکہ وہ زمین قیامت میں ان کی امانت و دیانت کی گواہ رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چار سال نو مہینے حکومت کی اور 40ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی حسن، کنیت ابو محمد اور لقب تقی، سید اور شبیہِ رسول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ 3 ہجری 15 رمضان کو پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کو سبط الرسول بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن سنّت کی تعلیمات پر کاربند تھے۔ علم اور تقویٰ کا پیکر تھے۔ صدقہ و خیرات اور فیاضی آپ رضی اللہ عنہ کا خاندانی وصف تھا۔ اپنی دولت اور مال و متاعِ خدا کی راہ میں فیاضی سے لٹاتے تھے۔ اس فیاضی کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ حد درجہ خوش خلق بھی تھے، اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت پوری فرماتے تھے، ایک مرتبہ ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی کوئی ضرورت لے آیا، آپ رضی اللہ عنہ معتکف تھے، مگر اعتکاف سے نکل کر اس کی حاجت پوری کر دی، لوگوں نے استفسار کیا تو فرمایا کہ خدا کی راہ میں کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کر دینا میرے نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۴۰ ہجری میں شہید ہوئے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے ہی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی کی شہادت کے بعد خلافت کی باگ ڈور سنبھالی۔ لیکن چھے مہینے بعد حالات کے پیشِ نظر اتحادِ امت کی خاطر آپ رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار ہو گئے، خلافت سے دستبرداری کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اہل و عیال کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں پر 49 ہجری میں زہر خورانی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں، 5 شعبان 4 ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی حسین، کنیت ابو عبداللہ، اور لقب زکیّ، ولیّ، شبّیر اور سیّد الشہداء ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیرتِ نبوی کے متبع اور حسنِ اخلاق کا عملی مظہر ہیں۔ بردباری، تواضع، تقویٰ و طہارت، فصاحت و بلاغت آپ رضی اللہ عنہ کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عبادت، زہد، سخاوت اور کمالِ اخلاق کے سبھی قائل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر مسافروں اور حاجتمندوں کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا اور کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ابو المساکین ہو گیا تھا۔ راتوں کو غلّہ اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے جاتے تھے اور غریبوں، محتاجوں، بیواؤں اور یتیم بچوں کو پہنچاتے تھے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی پشت پر نشان پڑ گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ رحمدل ایسے تھے کہ دشمنوں پر بھی رحم کھاتے تھے اور ایثار ایسا تھا کہ اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت کو پورا کرتے تھے۔ ان تمام بلند صفات کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اخلاقی جرأت، سچائی، قوتِ اقدام، جوشِ عمل، ثبات و استقلال اور صبر و برداشت کے شواہد کربلا کے واقعے میں موجود ہیں۔ ان سب کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی امن پسندی ایسی تھی کہ آخر وقت تک دشمن سے مذاکرات جاری رکھے اور عزم ایسا تھا کہ جان دے دی لیکن حق کا جو راستہ اختیار کر لیا تھا اس سے ایک انچ نہ ہٹے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پاپیادہ کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ 10 محرم بروز جمعۃ المبارک آپ رضی اللہ عنہ کربلاء میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۶۱ ہجری میں ہوئی۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی علی اور لقب سجاد ہے۔ کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علی اوسط بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں 25 جمادی الاولیٰ سن 38 ہجری میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کربلا کے واقعہ میں اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ

تھے، لیکن بیماری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسیر کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسیری میں بھی بلا جھجک حق و صداقت کا اظہار کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ موقع محل کے مطابق اپنی تقریروں اور بیانات کے ذریعے دعوتِ حق کو عام و خاص تک پہنچاتے تھے۔ اسیری سے رہائی پانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ لوٹے اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کی تعلیم و تربیت کی اور انھیں اسلامی معارف کی تعلیم دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ و طہارت اور حسنِ اخلاق کے حامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت اور فیاضی کا خاص شہرہ تھا اور فقراء کی اکثر پوشیدہ طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ راتوں کو روٹی کے تھیلے اپنی پشت پر رکھ کر اندھیرے میں خفیہ طور پر غرباء اور مساکین کو پہنچادیتے تھے۔ ان تھیلوں کو لادنے کی وجہ سے آپ کی پیٹھ پر نشان پڑ گئے تھے اور جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کو غسل دیتے ہوئے وہ نشانات آپ کے بدن پر دیکھے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جن دعاؤں کے ذریعہ سے اپنے پروردگار سے راز و نیاز فرماتے تھے، وہ عظیم اسلامی معارف پر مشتمل ہیں۔ مناجات اور دعاؤں کے اس مجموعہ کو "صحیفہ سجادیہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں 57 ہجری میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت، فقاہت اور شان جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے علوم اہل بیت اور فقہ اسلامی کی نشر و اشاعت کی۔ اس عہد کے بڑے بڑے آئمہ، تابعین اور تبع تابعین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ فیض کیا۔ فقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص مہارت حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم و معارف کی ترویج میں زندگی بسر کی۔ عبد الملک بن مروان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پر عالمِ اسلام میں اسلامی سکہ رائج کیا جب کہ اس سے قبل رومی سکہ رائج تھا۔ عبادت و ریاضت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب عمل تھا۔ دن رات میں ڈیڑھ سو رکعتیں نماز پڑھتے، سجدوں کی کثرت سے پیشانی پر نشان سجدہ تاباں تھا۔ اتباعِ سنّت اور اخلاقِ حسنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیوہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نمایاں صفت حلم ہے۔ ناروا سلوک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا بلکہ ہمیشہ خوش رُوئی اور احسان کے ساتھ پیش آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 63 سال عمر پائی۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی جعفر، کنیت ابو عبد اللہ اور مشہور لقب صادق ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۸۳ ہجری میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر فقیہ اور اسلامی اخلاق کا عملی نمونہ ہیں۔ صدق، طہارت، مہمان نوازی، غرباء کی خبر گیری، عزیزوں کے ساتھ حسنِ سلوک، عفو و درگزر اور صبر و تحمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نمایاں اوصاف ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ علم و تفقہ کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام ہیں۔ علمی لحاظ سے اہلِ بیتِ کرام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت، جلالت اور سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے کونے کونے سے آنے والوں کی تعلیم و تربیت فرماتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ علم کی برکت سے کثیر تلامذہ دنیا بھر میں علوم کی نشر و اشاعت میں مشغول ہوئے۔ تمام اطراف و اکناف سے علماء اور عوام آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے اور عقائد، فقہِ اسلامی اور تاریخ کے حوالے سے استفادہ کرتے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے علوم کے مختلف شعبوں میں لوگوں کی رہنمائی کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تفسیر، حدیث، کلام، فقہ، اور تاریخ وغیرہ پر دسترس حاصل تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر ان کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔

حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، کنیت ابو الحسن، اور لقب کاظم ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ابواء کے مقام پر ۱۲۸ ہجری میں پیدا ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم اور محدث تھے، اکابر محدثین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لی ہے۔ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ بہترین اخلاق واوصاف کا مرقع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں تحمل و برداشت اور غصہ کو ضبط کرنے کی صفت اتنی نمایاں تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب "کاظم" قرار پایا، جس کے معنی ہیں غصے کو پینے والا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی کسی نے ترش روئی اور سختی کے ساتھ بات کرتے نہیں دیکھا۔ انتہائی ناگوار حالات میں بھی مسکراتے ہوئے نظر آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت کا سکہ دوست اور دشمن سب کے دل پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کی بلندی کو سب مانتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کثرتِ عبادت اور شب زندہ داری کی وجہ سے "عبدِ صالح" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت اور فیاضی مشہور تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فقراء کی پوشیدہ طور پر خبر گیری فرماتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت اتنی خوبصورتی سے کرتے کہ پاس بیٹھنے والے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سے متاثر ہو کر روتے تھے۔ علم و حلم، جود و کرم، عاجزی وانکساری اور تقویٰ و پاکبازی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نمایاں اخلاق تھے، عبادت و ریاضت کا خاص اہتمام تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی عبادت اور تبلیغ دین میں صرف کی۔ عمر بھر تعلیم و تبلیغ میں مشغول رہے اور لوگوں کی علمی رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 55 سال عمر پائی۔

حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی علی، کنیت ابو الحسن اور لقب الرضا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۱ ربیع الاول ۱۵۳ ہجری کو ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نشو و نما اور تربیت اپنے والد بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ ہوئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ بزرگوار امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 35 برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث تھے۔ حسنِ اخلاق اور تقویٰ و طہارت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمایاں صفات تھیں۔ اہل بیت میں سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سب سے زیادہ علمی فیوض پھیلانے کا موقع آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد علمائے اسلام مشکل مسائل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ محمد ابن عیسیٰ القطینی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ تحریر کیے جو کہ تعداد میں اٹھارہ ہزار تھے۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت رکھتا تھا حتّٰی کہ 201 ہجری میں اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 49 سال عمر پائی۔

حضرت محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابو جعفر اور لقب جواد اور تقی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۹ رمضان ۱۹۵ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد کے زیرِ تربیت زندگی گزارنے کا بہت کم موقع ملا لیکن اس کے باوجود علم و فضل میں عظیم مرتبے کے حامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر بہت دلکش اور پر تاثیر ہوتی تھی۔ بڑے بڑے علما نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حکیمانہ مقولوں کا ایک ذخیرہ منقول ہے۔ توحید سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض بلند پایہ خطبے بھی موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر نشست مسجد نبوی میں رہتی تھی جہاں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ و نصیحت سے

فائدہ اٹھاتے اور طلبہ مسائل دریافت کرتے تھے۔ آپ ؑ کی علمی شہرت تمام عالمِ اسلام میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ ؑ اخلاق واوصاف کی بلندی پر تھے۔ ہر ایک سے تواضع سے ملنا، ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنا، مساوات، سادگی، فقراء کی خبر گیری، دوستوں دشمنوں کے ساتھ اچھا سلوک، مہمان نوازی اور علمی افادہ آپ ؑ کی سیرت کے نمایاں پہلو ہیں۔

حضرت علی نقی علیہ السلام

حضرت علی نقی ؑ حضرت محمد تقی ؑ کے صاحبزادے ہیں ۔آپ ؑ کا اسم گرامی علی، کنیت ابو الحسن اور لقب نقی ہے ۔آپ ؑ کی ولادت 5 رجب 214 ھجری مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ ؑ بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ عقائد، تفسیر، فقہ اور اخلاق کے متعدد موضوعات پر آپ ؑ سے کئی احادیث منقول ہیں۔ آپ ؑ 236 ھجری تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد حکومت نے عراق بلا کر قید کر دیا، چنانچہ آپ ؑ کی زندگی کے اکثر ایام سامرا (عراق) میں گزرے۔ آپ ؑ سیرت و اخلاق میں علمی و عملی کمال کی بلندیوں پر فائز تھے۔ قید خانے اور نظر بندی کا عالم ہو یا آزادی کا زمانہ ہر وقت اور ہر حال میں یادِ الٰہی، عبادت، استغناء، ثابت قدمی، صبر و استقلال، حلم و مروت، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی امداد کرنا وہ اوصاف ہیں جو آپ ؑ کی سیرت زندگی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ ؑ شب و روز عبادت الٰہی میں بسر کرتے۔ دن بھر روزہ رکھنا اور رات بھر نمازیں پڑھنا آپ ؑ کا معمول تھا۔ قید و بند میں بھی آپ ؑ کے استغنائے نفس میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ جب آپ ؑ کو قید سے رہائی نصیب ہوئی تو کثیر تعداد میں طلبہ نے آپ ؑ کے علم سے استفادہ کیا۔ آپ ؑ مشکل حالات کے باوجود طلبہ علم کی رہنمائی، لوگوں کی اصلاح اور تزکیہ و تربیت میں عمر بھر مشغول رہے۔

حضرت حسن عسکری علیہ السلام

حضرت حسن عسکری ؑ حضرت علی نقی ؑ کے صاحبزادے ہیں ۔اسم گرامی حسن، کنیت ابو محمد ،اور لقب عسکری ہے ۔آپ کی پیدائش بروز جمعہ 10 ربیع الثانی 232 ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ ؑ نے اپنے والد بزرگوار سے بھرپور علمی و روحانی استفادہ فرمایا۔ آپ ؑ کی زندگی کا بیشتر حصہ بھی حکومتِ وقت کی طرف سے قید و بند ہی میں گزرا مگر آپ ؑ کے صبر و استقلال میں فرق نہ آیا۔ آپ ؑ نے قید و بند کے زمانے میں بھی علمی اور دینی خدمات کو خاموشی سے جاری رکھا۔ علم و حلم، عفو و کرم اور سخاوت و ایثار آپ ؑ کے بے مثال اوصاف تھے۔ قید کے دوران بھی عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نمازیں پڑھتے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ احمد بن عبد اللہ بن خاقان کہتے ہیں کہ میں نے علم و ورع، زہد و عبادت، وقار و ہیبت، اور حیاء و عفت میں امام حسن عسکری ؑ سے زیادہ ممتاز کوئی نہیں دیکھا۔ آپ ؑ کے اخلاق و اوصاف کی عظمت کا سکہ عوام و خواص سب ہی کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ؑ کی عمر صرف 28 برس ہوئی مگر آپ ؑ کے علمی فیوض سے بڑے بڑے بلند پایہ علماء سیراب ہوئے۔ آپ ؑ نے اپنے زمانے میں دہریت اور الحاد کا پرچار کرنے والے فلاسفہ کا مقابلہ فرمایا جس میں آپ ؑ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ محدثین نے اپنی کتب میں آپ ؑ کی سند سے احادیث نقل کی ہیں۔ آپ ؑ کے بعض تلامذہ نے آپ ؑ کے علمی افادات کو جمع کر کے کتابیں تصنیف کیں۔ ابو علی حسن بن خالد برقی نے آپ ؑ سے نقل کر کے ایک تفسیر مرتب کی جو ایک سو بیس اجزاء پر مشتمل ہے۔

حضرت محمد مہدی علیہ السلام

حضرت محمد مہدی علیہ السلام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ آپ علیہ السلام کا نام محمد، لقب مہدی اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ علیہ السلام کی ولادت 15 شعبان 255 ھ کو بروز جمعہ سامرا (عراق) میں ہوئی۔ آپ علیہ السلام کی والدہ کا نام نرجس خاتون تھا۔ جب آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حکومت کے کارندے آپ علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔ سیاسی حالات کی وجہ سے آپ علیہ السلام بچپن میں ہی روپوش ہو گئے تھے۔ روپوشی کے دوران آپ علیہ السلام کا قیام عراق، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہا۔ آپ علیہ السلام علم و حکمت، زہد و عبادت، شرف و عزت اور قدر و منزلت میں ممتاز اور نمایاں مقام کے حامل تھے۔ روپوشی کے زمانے میں آپ علیہ السلام خطوط لکھ کر لوگوں کو درپیش علمی، کلامی اور فقہی مسائل میں رہنمائی فرماتے رہے اور دینی علوم کی اشاعت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ علیہ السلام کے تلامذہ میں عثمان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ، حسین بن روح نوبختی رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن محمد سمری رحمۃ اللہ علیہ نمایاں ہیں۔ انہیں نائبین خاص بھی کہا جاتا ہے۔

ائمہ اہل بیت نے تفسیر حدیث فقہ اور دیگر علوم کی نشر و اشاعت کی اور جہالت و گمراہی کے پردوں کو چاک کیا۔ ان کے علوم تزکیہ نفس، روحانیت اور معارفِ الٰہیہ سے بھرپور ہیں۔ ان ائمہ اہل بیت نے علوم قرآن، تفسیر، حدیث، عقائد اور فقہ کی تعلیم و تشریح کا فریضہ ادا کیا اور علم کی نشر و اشاعت کا اہتمام کیا، دنیا بھر سے تشنگان علم و حکمت اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے ان کے پاس آتے۔ ہزاروں شاگردوں نے ان کی بارگاہ سے کسبِ فیض کیا جو دنیا کے گوشے گوشے سے آپ علیہ السلام سے حصول علم کے لیے آتے تھے۔ ان کی درسگاہ کے فیض سے مسلمانوں میں نابغہ روزگار شخصیات پیدا ہوئیں۔ ان ہستیوں کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے مشعلِ راہ اور ہدایت ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ان ائمہ کی صفات و اخلاق کی پیروی کریں۔ علم کے حصول اور فروغ کے لیے جدوجہد کریں۔ اپنی تربیت اور تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح کے لیے جدوجہد کریں۔ ائمہ اہلِ بیت کے علوم و معارف اور روحانیت سے خود بھی استفادہ کرتے ہوئے معاشرے میں ان کو عام کرنے کے لیے جدوجہد کریں تاکہ ہمیں دنیا و آخرت کی فلاح نصیب ہو۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کس غزوہ میں پیچھے چھوڑا تھا؟

الف۔ غزوہ خندق　　ب۔ غزوہ تبوک
ج۔ غزوہ بدر　　د۔ غزوہ احد

۲۔ امام زین العابدین ؒ کا صحیفہ سجادیہ کون سے مضامین پر مشتمل تھا؟

الف۔ ایمانیات و عقائد پر　　ب۔ مناجات اور دعاؤں پر
ج۔ وعظ و نصیحت پر　　د۔ فقہی احکام پر

۳۔ امام حسن عسکری ؒ کی تفسیر کتنے اجزا پر مشتمل تھی؟

الف۔100　　ب۔110
ج۔120　　د۔130

۴۔ امام علی الرضا ؒ کے فتاویٰ کی تعداد کتنی تھی؟

الف۔16ہزار　　ب۔17ہزار
ج۔18ہزار　　د۔19ہزار

۵۔ کس امام ؒ سے توحید کے متعلق بلند پایہ خطبے منقول ہیں؟

الف۔امام محمد تقی ؒ　　ب۔امام علی نقی ؒ
ج۔امام حسن عسکری ؒ　　د۔امام علی الرضا ؒ

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک حدیث مبارک لکھیں۔

۲۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں ایک حدیث مبارک لکھیں۔

۳۔ صحیفہ سجادیہ سے کیا مراد ہے؟

۴۔ امام جعفر صادق ؒ نے کون کون سے علوم کی نشر و اشاعت کی؟

۵۔ امام موسیٰ ؒ کو کاظم کیوں کہا جاتا ہے؟

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ امام علی ؓ کے حالات زندگی کے بارے میں تحریر کریں۔

۲۔ امام جعفر صادق ؓ کی علم کی اشاعت کا تذکرہ کریں۔

۳۔ امام موسیٰ کاظم ؓ کے حالات وواقعات ذکر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی علمی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر مکالمہ کریں۔
- ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی دینی وسماجی خدمات کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔
- اس بات پر مذاکرہ کریں کہ ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی زندگی سے سبق حاصل کر کے ہم کیسے اپنے معاشرے کی اصلاح کر سکتے ہیں؟

برائے اساتذہ کرام

- ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے بارے میں طلبہ کے مابین ایک علمی کوئز کا انعقاد کروائیں۔
- طلبہ کو ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی صفات واخلاق کی پیروی کی ترغیب دیں۔
- ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے علم کے فروغ کے واقعات سنا کر طلبہ میں علمی تحقیق وترقی کا جذبہ پیدا کریں۔

صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- مذکورہ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق وصفات اور کردار سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- اشاعتِ اسلام، خدمتِ دین، اتباعِ سنّت، تصوّف، روحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- مذکورہ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے دینی، روحانی، معاشرتی و سماجی کردار کے بارے میں جان کر عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی سیرت کے روشن پہلوؤں، اتباعِ سنّت کے جذبے اور پاکیزہ تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا وآخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک عظیم روحانی بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 14 اپریل 1859ء بمطابق رمضان 1275ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام سید نذر دین شاہ ہے۔ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ قرآن مجید حفظ کیا، پھر عربی، فارسی اور صرف و نحو کی تعلیم مولانا محی الدین سے حاصل کی۔ اس کے بعد سہارن پور میں فن حدیث کے امام مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کتب حدیث کی سند حاصل کی۔ 20 سال کی عمر میں ہندوستان سے تمام علوم رسمیہ کی تکمیل کر کے وطن لوٹے اور اپنی آبائی مسجد میں درس تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست پر بیعت ہوئے اور انھوں نے آپ کو خلافت سے نوازا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بر صغیر کے ان صوفیا کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے تھے جنہوں نے اس صدی میں اپنی قوت روحانی اور عظمت کردار کی بدولت لاکھوں گم کردہ راہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے تمام معمولات میں شریعت مطہرہ کی پیروی کا خاص طور پر خیال رکھا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی اتباع سنت میں گزاری اور اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ علم کے حصول اور اتباع سنت کی تلقین فرماتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ دین کے علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا حصول ناممکن ہے۔ علم کے بغیر انسان مردہ کی طرح ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم، ریاضت، مجاہدہ، زہد، جود و سخا اور بردباری میں بے نظیر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی اتباع شریعت کی تبلیغ میں صرف ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم و عرفان میں ایک نہایت ہی اعلیٰ مقام حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمال ظاہری کے ساتھ ساتھ علمی و روحانی کمال بھی بدرجہ اتم عطا فرمایا تھا۔ تصوف کے علوم و معارف کی تفہیم میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی دین کی تبلیغ اور قرآن وسنت کی اشاعت کے لیے وقف تھی۔ پوری زندگی آپ طالبین حق کی دینی رہنمائی کرتے رہے اور مریدین کی اصلاح و تربیت میں مشغول رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود بنی نوع انسان کی ایک کثیر تعداد کو گمراہی سے بچانے کا ذریعہ بنا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر علوم دینیہ کی تدریس اور لوگوں کی تربیت میں مشغول رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم رہنما، ولی اللہ، اور عالم دین تھے۔ "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" تصوف کے موضوع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاندار تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب مشہور ہیں، مثلاً شمس الہدایہ، سیف چشتیائی، الفتوحات الصمدیہ، فتاوی مہریہ، مراۃ العرفان، مکتوبات طیبات وغیرہ۔ منگل کے دن 29 صفر المظفر 1356ھ بمطابق 11 مئی 1937ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف گولڑہ شریف، اسلام آباد میں ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری المعروف شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 1282ھ/1865ء کو شرقپور میں پیدا ہوئے۔ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو شیر یزدانی، عارفِ اکمل اور شیر ربانی کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نسب کے اعتبار سے علوی قریشی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد عرب سے ہجرت کر کے افغانستان کے شہر کابل آئے اور وہاں سے ہجرت کر کے پنجاب آئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا میاں حمید الدین سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ظاہری علوم سے فارغ ہوئے تو حضرت بابا امیر الدین کوٹلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے ۔ شیخ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کے حکم پر شرقپور کو ہی اپنی قیام گاہ بنایا اور یہ روحانی سلسلہ آج تک قائم ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ عظیم روحانی شخصیت اور علمبردارِ شریعت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل و کمال، علم و عرفان میں بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیرت و کردار میں متاثر کن شخصیت کے مالک تھے۔ جس خلوص وللّٰہیت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مخلوقِ خدا پر شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے اس کی اصلاح و تربیت فرمائی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی حصہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول و فعل تضاد سے پاک تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھر کے معمولات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق رہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور وابستگی کا نتیجہ ہی تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ غریبوں، یتیموں اور بے سہاروں کی مالی معاونت فرماتے، مظلوموں کی مدد کرتے، بیواؤں کی خبر گیری کرتے اور ہر مستحق کی امداد فرماتے تھے۔ اپنے پاس آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ہر ایک ملنے والے سے خوش اخلاقی اور کشادہ دلی سے ملتے اور ان کی بات نہایت توجہ سے سنتے، ملنے والوں سے سلام میں پہل کرتے۔ کسی کی عیب جوئی نہ کرتے بل کہ پردہ پوشی فرماتے۔ ذاتی معاملہ میں ناراض نہ ہوتے لیکن شریعت کے خلاف کوئی چیز کبھی برداشت نہیں فرمائی۔ مقروضوں کا قرض ادا کرنے کی کوشش فرماتے، نیکی کے کاموں میں تاخیر نہ کرتے، کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ مساجد کی تعمیر و ترقی میں گہری دلچسپی لیتے، موقع و محل کے مطابق پند و نصائح بیان فرماتے۔ دینی کتب اور تفاسیر کا خود بھی مطالعہ کرتے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے۔ الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے ایک شیخ کامل تھے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر آنے والے کو نصیحت فرماتے اور خاص طور پر شریعت مطہرہ کے مطابق زندگیاں گزارنے کی تلقین کرتے تھے۔

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال سوموار 3 ربیع الاول 1347ھ 20 اگست 1928ء پینسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دو ہڑاں والے قبرستان شرقپور شریف میں دفن کیا گیا۔

ان صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیمات تزکیہ نفس، روحانیت اور معارفِ الٰہیہ سے بھرپور ہیں۔ ان کی تعلیمات ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں جس سے ہم اپنی اور معاشرے کی اصلاح میں استفادہ کر سکتے ہیں۔ ان کے ارشادات قرآن مجید اور سنتِ نبوی کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اوصاف واخلاق کی اتباع کریں تاکہ ہمیں دنیا و آخرت میں سرخروئی نصیب ہو۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تصوّف کے کس سلسلے سے تھا؟

الف۔ سلسلہ نقشبندیہ ب۔ سلسلہ قادریہ ج۔ سلسلہ چشتیہ د۔ سلسلہ سہروردیہ

۲۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال کب ہوا؟

الف۔ 1926ء میں ب۔ 1927ء میں ج۔ 1928ء میں د۔ 1929ء میں

۳۔ مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کس فن میں امام تھے؟

الف۔ تفسیر میں ب۔ حدیث میں ج۔ فقہ میں د۔ تصوف میں

۴۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرقپور کو ہی اپنی قیام گاہ کیوں بنایا؟

الف۔ حالات کی مجبوری سے ب۔ شیخ کے حکم پر ج۔ آبائی وطن کی وجہ سے د۔ خاندانی معاملات کی وجہ سے

۵۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق کس موضوع پر ہے؟

الف۔ علم کلام پر ب۔ علم فقہ پر ج۔ علم تصوف پر د۔ علم لغت پر

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تصوّف کے کس سلسلے سے تھا؟

۲۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال کب ہوا؟ ۳۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے نام لکھیں۔

۴۔ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد کہاں سے تشریف لائے تھے؟

۵۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتب حدیث کی سند کہاں سے حاصل کی؟

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کا تذکرہ کریں۔

۲۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت واخلاق کے بارے میں تحریر کریں۔

۳۔ اس بات کا جائزہ لیں کہ ہم کس طرح ان صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی سیرت کے روشن پہلوؤں اور پاکیزہ تعلیمات کی پیروی کر سکتے ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی معاشرتی، سماجی، دینی و روحانی خدمات کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیمات کے بارے میں طلبہ کو آگاہی دیں۔
- طلبہ کو ان صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی سیرت کے روشن پہلوؤں، اتباع سنت کے جذبے، اور پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دیں تاکہ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔